جناب وحید الرحمٰن شاہ صاحب ایم اے
صدر شعبہ اسلامیات گورنمنٹ کالج پشاور

منظوم پشتو ادب کا ایک فقہی کتاب

رشید البیان —— از ملا عبدالرشید فاروقی مردانی

بارہویں صدی ہجری کے مشہور عالم و فاضل ملا عبدالرشید فاروقی قریشی بن سلطان حسین قریشی بن عبدالرحیم قریشی ضلع مردان کے موضع ننگر کوٹ (شہباز گڑھی مردان) میں ولادت ہوئی۔ آپ کے پردادا، والد مولانا عبدالرحیم فاروقی قریشی ملتان (پنجاب) کے ایک بڑے روحانی اور علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ ملتان سے نقل مکانی کرکے صوبہ سرحد تشریف لائے اور یہاں بھی آپ کی حیثیت ایک روحانی پیشوا کی تھی۔[1]

مولانا عبدالرشید اپنے وقت کے اچھے ادیب و شاعر بھی تھے۔ آپ سرحد کے مشہور روحانی پیشوا حضرت شیخ محمد مسعود پشاوری (م ۱۱۳۵ھ / ۱۷۲۲-۲۳ء) کے تلمیذ و مسترشد اور حضرت شیخ فقیر اللہ علوی شکارپوری سندھ (م ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء) کے پیر بھائی تھے۔

آپ کی تاریخ ولادت و وفات معلوم نہیں ہوسکی۔ البتہ آپ کے شیخ حضرت محمد مسعود پشاوری (م ۱۱۳۵ھ / ۱۷۲۲-۲۳ء) کا آپ کے نام ایک مکتوب موجود ہے جس میں آپ کو شیخ فقیر اللہ علوی (م ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۱ء) سے ان کی پہلی مرتبہ دوران سفر حج ۱۱۳۰ھ (۱۷۱۸ء) میں صحبت سے مستفید ہونے کے لئے لکھا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ (ملا عبدالرشید) ۱۱۳۰ھ مطابق ۱۷۱۸ء تک بقید حیات تھے۔[2]

زیر نظر کتاب کے علاوہ آپ نے مناقب شیخ "عاشق و معشوق" کے نام ایک قصیدہ اور ان کے ملفوظات کو لکھا[3] جو نایاب ہیں۔

---

[1] رشید البیان مطبوعہ حاجی عبدالخالق وفضل مالک تاجران کتب قصہ خوانی بازار پشاور ۱۹۷۷ء ص ۵۰ (ب) پشتانہ شعرا حصہ اول از ڈاکٹر عبدالحی حبیبی مطبوعہ منظور عام پریس پشاور ۱۹۶۴ء ص ۲۳۵ [2] (۱) مکتوبات فقیر اللہ علوی شکارپوری مطبوعہ کتب خانہ اسلامی پنجاب لاہور ص ۴۹۹ (ب) تقدمہ مقدمہ فتوحات الغیبیہ (قلمی عربی) از ڈاکٹر سید عبداللہ پروفیسر شعبہ اسلامیات جامعہ پشاور ص ۱۷۰، ۹۲ [3] قران السعدین (قلمی) از اخوند رفیع بحوالہ تقدمہ مقدمہ فتوحات الغیبیہ ص ۹۲

مولانا نے زیرِ نظر کتاب "رشید البیان" پشتو نظم میں مثنوی کی طرز پر ۵ محرم ۱۱۲۹ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۷۱۶ء کو لکھی[1]۔ یہ عقائد و فقہ کے ابتدائی مسائل کے تقریباً ایک ہزار اشعار اور ۶۴ ابواب پر مشتمل ہے۔ جسے مسلک احناف کے مطابق عام فہم آسان اور رواں زبان میں منظوم کیا گیا ہے۔

پشتو کے مشہور ادیب صدیق اللہ رشتین نے رشید البیان کو "ابتدائی مسائل اور عقائد کا مجموعہ" کے نام سے پکارا ہے[2] اور عبدالحی حبیبی صاحب نے اس کو فقہ اور عقائد کے ابتدائی مسائل کی کتاب فرمایا ہے[3] اور استاد محترم مولانا حافظ محمد عبدالقدوس قاسمی نے پختون خواہ میں مروجہ فقہی کتب میں رشید البیان کو اخون قاسم کی فوائد شریعت کے بعد دوسرے درجہ کا یاد کیا ہے[4]۔

"رشید البیان" فوائد شریعت اور نافع المسلمین معروف بہ "اخون گدا" کی طرح پختون خواہ میں نہایت متداول ہے۔ سینکڑوں بار مختلف اداروں نے اسے شائع کیا ہے اور عورتیں اسے بڑے ذوق شوق اور عقیدے کے ساتھ پڑھتی ہیں اور اکثر عورتوں کی زبان زد ہے۔

عربی الفاظ بہت کم استعمال کئے ہیں۔ آج سے تقریباً تین سو سال قبل کی یوسف زئی لہجے میں منظوم کیا ہوا ہے۔ لیکن قارئین اس میں آج بھی تازگی محسوس کرتے ہیں۔ اس کو شروع کرنے کے بعد دل چاہتا ہے کہ ختم کئے بغیر اسے نہ چھوڑیں۔

مؤلف کتاب نے کتاب کی ترتیب و تنظیم میں علم فقہ کی معتبر کتب سے استفادہ فرمایا ہے۔

اور اپنی طرف سے مسائل کو بیان کرنے میں کسی قسم کے حک و اضافے سے کام نہیں لیا ہے۔

مثلاً ہدایہ اولین برہان الدین علی بن ابی بکر مرغینانی (م ۵۹۳ھ و ۱۱۹۷ء)[5] میں کتاب الطہارت سے آیت قرآنی یاایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ الی قولہ تعالیٰ الی الکعبین کا منظوم ترجمہ ص ۱۲ پر یوں پیش کیا ہے۔

پہ اودس کښې څلور شیز ه　　　فرضیه دي اے عزیزه

اول فرض د مخ وینځل دي　　　چه اودس که پہ هغوی

دویم وینځل دي د منګلو　　　دا سو نو تر څنګلو

---

[1] رشید البیان ص ۵۰ [2] د پشتو د ادب تاریخ از صدیق اللہ رشتینی مطبوعہ عمومی کابل ص ۸۰ [3] پښتانہ شعراء حصہ اول از عبدالحی حبیبی ص ۲۳۵ ۔ [4] ماہنامہ پشتو پشتو اکیڈمی جامعہ پشاور دسمبر ۱۹۷۷ء "د پښور د پښتو دیني ادب ند یوه کتنه" از مولانا حافظ محمد عبدالقدوس قاسمی ص ۵ [5] لباب المعارف العلمیہ جلد ا ۔ از مولانا عبدالرحیم کلاچوی مطبوعہ اخبار آگرہ بار اول ۱۹۱۵ء ص ۸۸ ۔

څلورم نماز گزاره   د پښبو ونجل دپمر کو شماره

ترجمہ وضو میں چار چیزیں   فرض ہیں اے عزیز

اول منہ کا دھونا فرض ہے   ان پر جو کوئی وضو کرتا ہے

دوم بازوؤں کو دھونا ہے   ہاتھوں سے کہنیوں تک

سوم سر کا مسح ہے   جو ربع سر سے اکثر ہو

چہارم نمازی کے لئے چاہیئے   پاؤں کا ٹخنوں تک دھونا

اسی طرح ابوالحسین محمد بن محمد قدوری (م ۴۲۸ھ / ۱۰۳۶ء)[1] کو مختصر القدوری کی مندرجہ ذیل عبارت کا رشید البیان کے منظوم اشعار سے موازنہ کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ مؤلف مرحوم نے کتب فقہ سے مکمل استفادہ کیا ہے۔

مختصر القدوری صفحہ ۵۰

"من شک فی صلوته ولم یدر ثلاثا صلی ام اربعا فان کان له شک عرض له اول استانف الصلوة وان کان الشک یعرض له کثیرا ابینی علی غالب ظنه ان کان له ظن فان لم یکن له ظن بنی علی الیقین و هو الاقل"

رشید البیان. باب در بیان شک فی الصلوٰة ص ۳۳

هر نمانځه چه مونځ کوینه   که ئې شک په زړه کښې وینه

چه ماخو دې گذارلي   که دا شان ئې دې مرومېي

فریضه شي په ده بانه   چه دا مونځ دبیا وکاندے

او که شک ډېر ډېر کیږي   په هیڅ شان ترینه کیږي

په غالب یقین د جانه   عمل کانه واوره ماته

شرع حکم په اقل که   په اقل د دي عمل که

ہر ایک نمازی جو نماز پڑھتا ہے   اگر اس کے دل میں کوئی شک ہو

کہ میں نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں   اگر یہ شک پہلی مرتبہ ہو

تو اس پر فرض یہ ہوتا ہے   کہ یہ نماز دوبارہ پڑھے

---

[1] لباب المعارف العلمیہ جلد ۱ - از مولانا عبدالرحیم کلاچوی مطبوعہ اخبار آگرہ بار اول ۱۹۱۸ء ص ۹۸

اور اگر شک ہمیشہ ہوتا رہتا ہے — اور یہ کسی نہ کسی طرح ہوتا رہتا ہے
تو طالب یقین پر اے عزیز — عمل کر مجھ سے سنیں
علم شرع اتل پر ہے — اور اتل پر وہ عمل کریں [1]

رشید البیان کی زبان اور اس کا بیان ما قبل کی کتب فقہ (پشتو میں) اخوند درویزہ (م ۱۰۴۸ھ/۱۶۳۸ء) کی مخزن اور اخون قاسم کی فوائد شریعت سے جامع اور واضح ہے بلکہ اگر اس کے بعد کے کتب پر نظر ڈالی جائے تو بیشتر کتب سے زیادہ عام فہم ہے۔ علاوہ ازیں رشید البیان اور فوائد شریعت کی فہارس عنوانات پر نظر ڈالنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے تمام مضامین تقریباً آپس میں ملتے جلتے ہیں۔ البتہ فوائد شریعت میں رشید البیان کے مقابلہ میں تشریح مسائل اور حکایات وعظ و نصیحت زیادہ ہیں اور رشید البیان میں علاوہ حکایات کے ان کے باقی مسائل کا جامع منظوم خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔

رشید البیان کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں ایک بڑا نمایاں فرق یہ ہوتا ہے کہ مطبوعہ نسخوں میں اکثر جگہیں طباعت سے رہ گئی ہیں۔ لیکن اکثر قارئین اس فرق کو محسوس نہیں کر سکتے۔ مختصر یہ کہ رشید البیان پشتون عوام و خواص بالخصوص عورتوں کے لئے مفید و متداول ہے۔ صدیوں سے اسے پڑھا جاتا ہے۔

---

[1] (ا) خزینۃ الاصفیاء (فارسی) از مفتی غلام سرور لاہوری مطبوعہ ثمر ہند پریس لاہور ۱۸۶۶ء ص ۴۴۶ (ب) مخزن اسلام (پشتو) اخوند درویزہ ننگرہاری مطبوعہ دہلی (انڈیا) ترتیب و حواشی مولانا افضل محمود حمیدیہ پریس پشاور ۱۹۶۹ء

بقیہ: شاہ ولی اللہ

ہے حضرت شاہ صاحبؒ نے اس کو تجلی کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ تجلی کی حقیقت معلوم ہو جانے سے وحدۃ الشہود اور وحدۃ الوجود میں کوئی تعارض باقی نہیں رہتا ہے۔ شاہ صاحب کا کمال یہ ہے کہ وہ تجلی کے معنی سمجھا دیتے ہیں کہ بندہ کس طرح خدا کی بات سن سکتا ہے۔ اور اس کو دیکھ سکتا ہے۔ ان کے نزدیک تجلی الٰہی جس مظہر پر عکس ریز ہوتی ہے وہ مظہر اس تجلی کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کہ میں نے خدا کو دیکھا یا اس کی بات سنی۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ آئینہ میں ہم آفتاب کے عکس کو دیکھتے ہیں۔ اگر اس عکس میں ہم اتنے منہمک ہو جائیں کہ آئینہ کا تصور ہی ذہن سے جاتا رہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے آفتاب کو دیکھا۔ تجلی کی ماہیت سمجھے بغیر ذات باری کا کائنات سے جو تعلق ہے اس کا ادراک نہیں ہو سکتا۔